www.ownislam.com

بموقع: تحفظ سنت کانفرنس

زیر اہتمام: جمعیت علماء ہند

توسل و استغاثہ بغیر اللہ

اور

غیر مقلدین کا مذہب

از

جناب مولانا مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری

مفتی دار العلوم دیوبند

شائع کردہ

جمعیۃ علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

www.ownislam.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی عمنا بالاحسان واسبغ علینا الانعام امرنا بابتغاء الوسیلة والعبادات وبالتجنب عن الشرك والآثام وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ ھداۃ الانام ومصابیح الظلام وبعد!

تمہید

آج دنیا کے حالات یہ ہیں کہ پوری قوت کے ساتھ سازشوں کا جال بچھا کر مذہبِ اسلام کو بین الاقوامی مجرم قرار دینے کی مساعی کی جارہی ہیں اسلام دشمن طاقتیں چاروں طرف مورچہ بندی کر کے اپنی اپنی توپوں کا رخ اسی مجرم کی طرف کر چکی ہیں جگہ جگہ کٹ گھر بنایا جارہا ہے کہ جس میں اس شیر (مذہبِ اسلام) کو قید کیا جاسکے دام ہمرنگ زمین بچھانے کی ہر ملک میں کوششیں کی جارہی ہیں حملہ کا بگل بج گیا ہے اور سرد جنگوں کا آغاز ہو چکا ہے۔

یہ ہیں دنیا کے مختصر حالات کہ جن سے مذہبِ اسلام دوچار ہے۔ ان خطرناک حالات میں نام نہاد اہل حدیث سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت یا عقل وفہم سے دوری کے باعث اسلامی قلعہ کے محافظین پر گولیاں چلانے اور خنجر بھونکنے میں مصروف ہیں اپنے مزعوماتِ فاسدہ کی بنیاد پر کافر ومشرک قرار دے کر ان کے کلیجے چھلنی کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔

اصول تکفیر

نہ اصول تکفیر کا ان بے چاروں کو علم ہے نہ حدودِ اختلاف کے ضوابط سے کوئی سروکار۔ بس لکیر کے فقیر ہی بنے بیٹھے ہیں جن مسائل میں زمانۂ خیر القرون سے اختلاف

www.ownislam.com

چلا آتا ہے اور وہ اختلاف درحقیقت امت کے حق میں بڑی خیر کا باعث ہے بلکہ اہل حق کے مابین یہ اختلاف ایک درجہ میں ضروری بھی ہے ان مسائل میں ایک جانب کو قطعی طور پر صحیح اور دوسری جانب کو یقینی انداز پر غلط قرار دے دینا قیامت تک ممکن نہیں ایسے مسائل کو بھی مدعیانِ عمل بالحدیث نام نہاد اہل حدیث تکفیری اکھاڑہ بنائے ہوئے ہیں بلکہ علماء احناف کے متعلق تو کفر کشید کرنے میں کسی تحقیق کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے گویا کفر وشرک تقسیم کرنے میں خدائی پٹواری بنے بیٹھے ہیں۔کون شخص مسلمان ہے کون مشرک؟اس کا فیصلہ اپنے رجسٹروں کو ہی دیکھ کر کر لیتے ہیں۔لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

الدیوبندیہ

چنانچہ چند سال قبل ادارہ دار الکتاب والسنۃ راولپنڈی (پاکستان) سے ایک کتاب عربی زبان میں (الدیوبندیۃ) غیر مقلدین نے شائع کی جو نہایت اعلیٰ معیار پر چھپوائی گئی لاکھوں روپے اس کی طباعت پر پانی کی طرح بہادیئے گئے اہل حق علماء کرام کو زبردستی کافر ومشرک قرار دینے کے جذبہ کے تحت اس کی اشاعت برساتی کیڑوں کی طرح کی گئی۔

حقیقی اہل سنت والجماعت، قرآن وحدیث کے سچے خدام اہل حق اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ نیز ان کے متبعین کے متعلق بلا دلیل شرعی کافر ومشرک کی بیجارٹ لگانے میں الدیوبندیہ کے مصنف اور ان کے ہم نوا محقق نہیں بلکہ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وکرامۃ سے چراکر لائی ہوئی تلوار (حسام الحرمین، تجانب اھل السنۃ) چلانے والوں کے اندھے مقلد ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

الدیوبندیہ کی تردید تو عربی اور اردو میں شائع ہو کر قبول عام حاصل کر چکی مثلاً ایک بات عرض ہے اور وہ یہ کہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے نام نامی سے کون ناواقف ہے، سلم حکومتوں کو بیدار کرنے اور ان کو ان کے مذہبی فرائض

www.ownislam.com

یاد دلانے میں اس مردِ درویش نے عالم اسلامی کی جو بادیہ پیمائی کی ہے، جوشِ ایمانی وجذبۂ اسلامی سے لبریز کتابیں لکھ کر ایشیاء و یورپ کو جس حسن انداز سے جھنجھوڑا ہے چپہ چپہ پر اس کے نقوش اور اثرات آج بھی موجود ہیں اس عظیم المرتبت اور بے مثال شخصیت کے متعلق "الدیوبندیة" ص ۱۳۴/ پر لکھا ہے۔

تقی الدین ہلالی کے الفاظ ہیں۔

قد اخبرنی الثقات ان علیا ابا الحسن الندوی کان یجلس فی مسجد النبی ﷺ مستقبلا الحجرة الشریفة فی غایة الخشوع لا یتکلم ساعتین او اکثر فاستغربت هذا الامر وفهمت انه استمداد و لم اکن اعلم ان هذا شائع عندهم فی طریقتهم الیٰ ان کشف محمد اسلم فهذا شرك بالله تعالیٰ .....

قال الشیخ (ابن تیمیه) من اتخذ وسائط بین العبد و بین ربّه کفر اجماعا۔

اس عبارت میں دجل و تلبیس ملاحظہ کیجئے!

مسجد نبوی میں حجرۂ شریفہ کی جانب رخ کر کے خشوع کے ساتھ بیٹھ جانے کی خبر سن کر کفر و شرک کا الزام عائد کر دیا اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتے ہوئے اس پر اطمینان بھی کر لیا حالانکہ حجرۂ مقدسہ کے سامنے باادب کھڑے ہونے یا بیٹھ جانے اور کچھ دیر کسی سے بات نہ کرنے پر استمداد معروفہ کا حکم لگا دینا نری جہالت و بدفہمی ہے، اور پھر اس سے کفر و شرک کو کشید کر لینا بناء الفاسد علی الفاسد کے قبیل سے ہے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا حوالہ بالکل بے محل ہے۔

"**الدیوبندیة**" کی تصنیف و اشاعت کے وقت بلکہ بعد تک حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ زندہ و سلامت دنیا میں موجود تھے انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ بالمشافہ یا خط و کتابت کر کے پہلے صاحب عمل سے تحقیق کرتے مگر براہِ راست تحقیق کئے بغیر صرف روایت پر اعتماد کر کے اپنے گھروں میں بیٹھ کر حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ تعالیٰ پر کفر و شرک اختیار کر لینے کی فرد جرم عائد کر دینا دیانت و امانت کے کس زمرہ میں آتا ہے پھر اپنی اس غلاظت (بہتان عظیم) کو دنیا بھر میں اچھالنا کن جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔

www.ownislam.com

نیز بے محل حوالہ دے کر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کا ہار اپنی گردنوں میں لٹکا لینا کس درجہ کے شرک کا ارتکاب ہے ان امور پر "الدیوبندیة" کے مصنف اور ان کے ہم خیال لوگوں کو اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچنے کی ضرورت ہے۔

بھلے مانسو!

کفر و شرک کشید کرتے ہوئے تمہارے دلوں میں ذرا سا بھی خوف خدا نہیں رہا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ وہی مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ ہیں کہ جن کو فیصل ایوارڈ دیئے جانے کا اعلان ہوا جو دنیا کا سب سے بڑا انعام سمجھا جاتا ہے تو انہوں نے کس شانِ استغناء سے رد کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"یہ خطیر رقم ان اسلامی اداروں کو دیدو کہ جو دین کا کام کر رہے ہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں مجھ کو تو اپنی فقیرانہ زندگی ہی عزیز ہے"۔

کاش! تم بھی حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے اور ہر چڑھتے سورج کی پوجا کرنے سے اپنے آپ کو بچاتے، مسلمانوں بلکہ علماء اعلام کو کافر و مشرک قرار دینے کے بجائے اپنے دین و ایمان کے بچانے کی فکر کرتے، سلفِ صالحین صحابہ و تابعین اور حضرات ائمہ مجتہدینؒ نے اس سلسلہ میں احتیاط سے کام لینے کی جو ہدایات فرمائی ہیں ان کو تم لوگ ملحوظ رکھتے۔

شرح شفاء میں ہے۔

ادخال کافر فی الملة الاسلامیة او اخراج مسلم عنها عظیم فی الدین هـ (ص ۵۰۰ ج ۲)

(**ترجمہ**) کسی کافر شخص کو ملت اسلامیہ کے افراد میں داخل کرنا یا مسلمان کو اسلام سے خارج سمجھنا (یہ دونوں چیزیں) بہت زیادہ اہم ہیں۔

اس کے برخلاف مسلمانوں میں اس وقت عامۃً افراط و تفریط کا ظہور ہے ایک طبقہ نے تو تکفیر بازی ہی کو مشغلہ بنالیا ہے، معمولی سی خلافِ شرع بلکہ خلافِ طبع کوئی بات جہاں اپنے مخالف سے سرزد ہوئی اور اس طبقہ نے جھٹ کفر کا فتویٰ لگا دیا اور کوئی بات نہ ملے تو سنی سنائی روایتوں پر ہی گھروں میں بیٹھے بیٹھے مسلمانوں اور بڑے بڑے علماء کرام

www.ownislam.com

کو ایمان اور اسلام سے خارج ہونے کے نوٹس دیدیئے۔

اس کے بالمقابل دوسری جماعت ہے کہ جس کے نزدیک ہر وہ شخص بہر صورت مسلمان ہے جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کردے خواہ وہ دین کے صریح امور کا انکار کرے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گمراہ بتادے اور چاہے احکامِ اسلامیہ کا سرے سے انکار ہی کردے مگر اس جماعت کے نزدیک بہر حال وہ مسلمان ہی رہے گا دوسرے مذاہب کی مثل اسلام کو محض ایک قومی لقب سمجھتے ہیں، کہ عقائد و نظریات کچھ بھی رکھے اقوال واعمال میں ہر طرح آزاد رہے، ضروریاتِ دین کا منکر ہوجائے مگر اس کے مسلمان ہونے پر آنچ نہیں آتی۔

حالانکہ کتاب وسنت اس کج روی اور افراط وتفریط کے دونوں پہلوؤں سے سخت بے زار ہیں۔

دعاء میں توسل

مختصر تمہید کے بعد عرض ہے کہ جن گنے چنے مسائل میں غیر مقلدین نے تضلیل، تفسیق بلکہ تکفیر کا بازار گرم رکھا ہے ان میں سے توسل بھی ہے حقیقت یہ ہے کہ یا تو انہوں نے توسل کے تمام پہلوؤں کا حکم سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی یا پھر جان بوجھ کر دجل وتلبیس سے کام لیا۔

سمجھنا چاہئے کہ توسل خواہ اپنے یا غیر کے اعمال صالحہ سے ہو خواہ مقبولین حضرات کی ذوات مبارک سے ہو اور چاہے وہ احیاء ہوں یا اموات بلاشبہ درست ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں مرجع ومقصود اللہ پاک کی رحمت کے ساتھ توسل کے علاوہ کچھ نہیں۔

حقیقتِ توسل

التوسل لغة التقرب..... والوسیلة کل ماھو یتوسل الی المقصود

(**ترجمہ**) توسل کے معنی قریب ہونا اور وسیلہ ہر وہ چیز جو مقصود تک پہونچنے

www.owaislam.com

کا ذریعہ بن جائے۔

توسل کی صورتیں

(۱) اپنے اعمال صالحہ سے توسل۔

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ بالاجماع جائز ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی کہیں چلے جارہے تھے اچانک بارش شروع ہوگئی تینوں نے پہاڑ کی غار میں داخل ہوکر پناہ لی وہ اندر ہی تھے کہ ایک بھاری چٹان لڑھکی اور غار کا منہ اس طرح بند ہوگیا کہ باہر نکلنے کا راستہ بالکل مسدود ہوگیا ان تینوں نے آپس میں کہا کہ اپنے اپنے ایسے نیک اعمال کو یاد کرو کہ جن کو خالص اللہ پاک کی رضاء ہی کیلئے کئے ہوں پھر ان اعمال کے وسیلہ سے دعاء مانگو شاید اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دور فرمادے ان میں سے ایک نے دعاء مانگی۔

یا اللہ! میرے بوڑھے ماں باپ اور کچھ چھوٹے چھوٹے بچے تھے کہ جن کا نان نفقہ میرے ذمہ تھا (میرا معمول تھا کہ) جب میں شام کو لوٹ کر ان کے پاس آتا تو دودھ دوھ کر بچوں سے پہلے ماں باپ کو پلاتا تھا (ایک دن ایسا ہوا) میں چارے کی تلاش میں دور نکل گیا اور رات کو بہت تاخیر سے گھر پہونچا دیکھا کہ ماں باپ سوئے ہوئے ہیں میں نے حسبِ معمول دودھ دوھا اور پیالہ لے کر والدین کے سرہانے کھڑا ہوگیا میں نے (ادب واحترام کی وجہ سے) اٹھانا ان کو نامناسب سمجھا اور بچوں کو ان سے پہلے دودھ پلانا گوارا نہ کیا حالانکہ بچے میرے قدموں سے چمٹ کر چلاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

یا اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ میرا یہ عمل صرف آپ کی رضا جوئی کے لئے تھا تو روشن دان کھول دیجئے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں اللہ تعالیٰ نے غار کا منہ تھوڑا سا کھول دیا کہ آسمان ان لوگوں کو نظر آنے لگا۔

پھر دوسرے شخص نے دعاء مانگتے ہوئے کہا یا اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی مرد وعورت جتنی محبت کرسکتے ہیں مجھے اس سے اتنی ہی محبت تھی ایک مرتبہ میں نے اس کو بدکاری پر آمادہ کیا لیکن اس نے انکار کردیا اور کہا کہ پہلے سو دینار لے کر آ۔ میں نے

www.ownislam.com

محنت اور کوشش سے سو دینار جمع کئے اور ان کو لے کر اس سے ملاقات کی پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں بیٹھ گیا تو اس نے کہا اللہ کے بندہ اللہ سے ڈر! اور میری پاکدامنی کو محفوظ رہنے دے، میں فوراً اس کو چھوڑ کر الگ ہٹ گیا یا اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ میرا یہ عمل خالص آپ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھا تو اس غار کے منہ میں تھوڑی اور کشادگی فرما اللہ تعالیٰ نے چٹان اور ہٹا کر مزید کشادگی فرما دی۔

تیسرے شخص نے اپنی دعاء میں کہا یا اللہ! میں نے ایک مزدور سے ایک فَرَق (۱) (دس کلو تقریباً) چاول اجرت طے کر کے کام کرایا تھا جب اس نے اپنا کام پورا کر دیا اور کہا کہ مجھ کو میرا حق دو تو میں نے اس کے سامنے اس کا حق (طے شدہ مقدار چاول) پیش کر دیا لیکن وہ چھوڑ کر اور منہ پھیر کر چلا گیا میں برابر ان چاولوں کو بوتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس کی قیمت سے ایک گائے اور چرواہا جمع کر لئے (بعد ایک زمانہ کے وہ مزدور) پھر میرے پاس آیا اور آ کر کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر بلکہ مجھ کو میرا حق دیدے، میں نے کہا جاؤ یہ گائے اور چرواہا لے جاؤ اس نے (مقررہ اجرت سے بہت زیادہ دیکھ کر) کہا میرے ساتھ مذاق نہ کرو میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں وہ مزدور گائے اور چرواہے کو لے کر چلا گیا..... یا اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ میرا یہ عمل صرف آپ ہی کو راضی کرنے کے لئے تھا تو غار کا منہ کھول دیجئے چنانچہ وہ چٹان غار کے منہ سے ہٹ گئی۔ (۲)

دوسری صورت

توسل کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسی سے دعاء کی درخواست اس حسن ظن پر کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مقبول بندہ کی دعاء میری دعاء کے مقابلہ میں زیادہ لائق قبول ہے توسل کی یہ صورت احیاء کے ساتھ خاص ہے اور بلا کراہت و بلا نکیر نہ صرف

---

(۱) اما الفرق فهو بفتح الفاء والراء وقيل بسكون الراء والاول اشهر وهو مكيال يسع ثلاثة اصع اتم مكملا لملهم ص ۶۱۸ ج ۵

(۱) باب ما ذكر عن بنى اسرائيل (فى الانبياء) باب اذا اشترىٰ شيئا لغيره بغير اذانه فرضى (فى البيوع) باب من استاجر اجيرا (فى الاجار) باب اذا زرع بمال قوم بغير اذنهم (فى الحرث والمزارعة) من البخارى..... باب البر والصلة من المشكوٰة

www.ownislam.com

جائز بلکہ نہایت مستحسن عمل ہے عہد خیر القرون سے امت کے اکابر واعاظم اور ان کے متبعین کا عملی سلسلہ اس توسل پر چلا آتا ہے جس کے بے شمار نظائر ہیں۔

تیسری صورت

مقبول بندوں کا توسل

اس کی حقیقت یہ ہے کہ توسل اختیار کرنے والا گویا یہ کہتا ہے کہ یا اللہ میں اپنے حسن ظن کے اعتبار سے آپ کے دربار عالی میں فلاں بزرگ کو مقبول سمجھتا ہوں اور مقبولین سے محبت رکھنا افضل الاعمال میں سے ہے حدیث شریف میں ہے۔

المرأ مع من احببت (۱)

پس میرا تو کوئی عمل ایسا نہیں کہ تیسری بارگاہ میں پیش کرسکوں البتہ آپ کا فلاں مقبول بندہ آپ کی خصوصی رحمت کا مورد ہے اور مورد رحمت سے محبت رکھنا جالبِ رحمت (رحمت کو کھینچنے والا ہے) اس محبت وتعلق کے وسیلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری دعاء قبول فرمالیجئے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس وسیلہ کے منکر نہیں بلکہ ثابت ماننے والوں میں سے ہیں جیسا کہ عنقریب ہم بیان کریں گے۔

اسی مضمون کو مختصر کرکے دعاء کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ یا اللہ فلاں بزرگ کے وسیلہ سے ہماری دعاء قبول فرما۔

اس قسم کے توسل میں عدمِ جواز کی کوئی وجہ نہیں بلکہ تواضع وعبدیت کی شان زیادہ ٹپکتی ہے کہ آدمی کی نظر بجائے اپنے اعمالِ صالحہ کے مقبولان الٰہی کی محبت کو وسیلہ بنانے پر ہوتی ہے توسل کی یہ صورت صحیح ہے اور اکابرِ دین سے منقول بلکہ معمول میں داخل رہی ہے۔

مگر اس قسم میں دو باتیں بہر حال قابل لحاظ ہیں۔

(الف) یہ عقیدہ ہرگز نہ رکھا جائے کہ توسل اختیار کئے بغیر دعاء کی جائے تو اللہ

---

(۱) ہذا الحدیث اخرجہ البخاری (فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ) والمسلم (فی البر والصلۃ)

www.ownislam.com

تعالیٰ اس کو سنتا ہی نہیں ہے۔

(ب) اور نہ یہ عقیدہ ہو کہ وسیلہ کے ساتھ جو دعاء کی جائے اس کو اللہ تعالیٰ لازماً قبول کرتا ہے۔

صرف اتنا سمجھنا چاہئے کہ مقبول بندوں کے وسیلہ و طفیل کے ساتھ جو دعاء کی جائیگی اس کی قبولیت کی امید زیادہ ہے اسی مسئلہ کو فقہاء کرام اس انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔

ویکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان او بحق انبیائك ورسلك لانہ لاحق للمخلوق علی الخالق۔ ھدایہ ص ۴۷۵، ج ۴، (کتاب الکراھیۃ)

(**ترجمہ**) دعاء میں یہ کہنا "بحق فلان وبحق انبیائك و رسلك" مجھے فلاں چیز عطا فرما یہ مکروہ ہے کیونکہ مخلوق کا کوئی حق خالق کے ذمہ نہیں ہے۔

اس جیسی عبارات کا حاصل بھی یہی ہے کہ اگر یہ عقیدہ رکھ کر توسل اختیار کرتے ہوئے دعاء کی جائے کہ یہ دعاء ضرور قبول ہوگی تو یہ توسل جائز نہیں اور ایسا عقیدہ رکھے بغیر محض ارجیٰ للقبول سمجھے تو جائز بلکہ بہتر ہے۔ (۱)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ارشاد

نعم لو سأل اللہ بایمانہ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وصحبتہ لہ وطاعتہ لہ واتباعہ لہ لکان قد سألہ بسبب عظیم یقتضی اجابۃ الدعاء بل ھذا اعظم الاسباب والوسائل (۲)

(**ترجمہ**) محمد ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی محبت واطاعت نیز اتباع کے وسیلہ سے اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے تو وہ شخص ایسا بڑا وسیلہ اختیار کرتا ہے کہ جو دعاء کی

---

(۱) وکرہ قولہٗ (فی دعائہ) بحق رسلك وانبیائك واولیائك او بحق البیت لانہ لاحق للخلق علی الخالق تعالیٰ اہ در مختار وفی شرحہ الفتاویٰ رد المختار قد یقال انہ لا حق لھم وجوبا علی اللہ تعالی لکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ جعل لھم حقا من فضلہ او یراد بالحق الحرمۃ والعظمۃ فیکون من باب الوسیلۃ وقد قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقد عُدَّمن اداب الدعاء التوسل علیٰ ما فی الحصن اہ (۵-۵۲۴) (من کتاب الحظر والاباحۃ)

(۲) (قاعدۃ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ لابن تیمیۃؒ ص ۵۶)

www.ownislam.com

قبولیت کا متقاضی ہے بلکہ تمام وسیلوں سے بڑھ کر یہ وسیلہ ہے۔

پس اگر کوئی شخص ایمان، محبت، اطاعت، اتباع کو ذکر کئے بغیر اختصار کرتے ہوئے دعاء میں یہ کہے کہ یا اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میری دعاء قبول فرما۔ اور دعاء مانگنے والے کا قصد وارادہ اسی تفصیل کا ہو جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کی ہے تو اس توسل اور وسیلہ کے جواز میں بلاشبہ کچھ اشکال نہیں بلکہ توسل کی پہلی صورت کے مقابلہ میں یہ صورت افضل و بہتر ہے کیونکہ اپنے عمل صالح میں تو شائبہ عُجب کا خطرہ ہے گو وہ خفیف درجہ ہی میں ہو جو صاحبِ عمل کو بھی بعض مرتبہ محسوس نہیں ہوتا برخلاف حُبِّ نبی، حُبِّ صحابہ، حُبِّ اولیاء کے کہ یہ اقرب الی التواضع ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔

ذوات کا توسل

پہلی روایت: عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای ہیں کہ ایک نابینا شخص حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ دعاء کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے (آنکھ میں روشنی عطا فرما دے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو (آنکھوں میں روشنی نہ ہونے پر) صبر کر اور تیرا صبر کر لینا بہتر ہے اس نے کہا کہ دعاء ہی فرما دیجئے آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ اچھی طرح وضوء کرو اور دو رکعت پڑھ کر یہ دعاء مانگو۔ اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور (محمد ﷺ کے) وسیلہ سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں آپ کے نبی کے جو نبیٔ رحمت ہیں۔

(اور پھر وہ نابینا شخص حضرت نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہتا ہے) اے محمد (ﷺ) میں آپکے وسیلہ سے اپنی اس دعاء کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری دعاء پوری ہو اے اللہ: آپ ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (۱)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جس طرح اعمال صالحہ سے توسل درست ہے اسی طرح دوسرے سے دعاء کی درخواست کرنا بھی صحیح ہے نیز اسی طرح مقبول بندہ کی ذات کا توسل بھی بلاشبہ جائز ہے۔

---

(۱) ابن ماجه فی صلوٰة الحاجة ص ۱۰۰، قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح غریب (کتاب الداعوات من الترمذی)

www.ownislam.com

حاکم نے اس قصۂ نابینا پر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہوگیا اور بینا ہوگیا (آنکھوں میں روشنی آ گئی)(۱)

دوسری روایت: طبرانی نے کبیر میں عثمان ابن حنیفؓ (جن کا ذکر پہلی روایت میں گذرا) سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص (خلافت کے زمانہ میں) حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام سے جاتا تھا مگر وہ اس کی طرف التفات وتوجہ نہ فرماتے تھے اس شخص نے عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے فرمایا کہ تو وضوء کر کے مسجد میں جا اور وہی دعاء توسل والی جو پہلی روایت میں گذری سکھلا کر کہا کہ اس کو پڑھ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اس کے بعد جب وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے اس کی بہت تعظیم وتکریم کی اور اس کو جو کام درپیش تھا وہ پورا کر دیا(۲)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرما جانیکے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے توسل اختیار کرنا درست ہے۔

تیسری روایت:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب قحط پڑتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعاء کرتے ہوئے فرماتے کہ اللہ ہم آپ کے دربار میں اپنے نبی کے توسل سے دعاء کرتے تھے آپ ہم کو بارش عطا فرماتے تھے اب ہم اپنے نبی کے چچا کا توسل اختیار کرتے ہیں سو ہم پر بارش برسا دیجئے چنانچہ بارش ہوتی تھی۔(۳)

اس حدیث شریف سے کئی مضمون ثابت ہوئے اول یہ کہ غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز ہے جب کہ اس کو نبی کے ساتھ قربتِ حسیہ یا معنویہ حاصل ہو اگرچہ صورۃً یہ توسل

---

(۱) فدعا بهذا الدعاء فقام وقد ابصر ص ۳۱۳، ۵۱۹، ۵۲۶، ج۱، وقال الحاكم هذا حديث صحيح علىٰ شرط الشيخين ولم يخر جاه۔(۲) وقال الطبرانی بعد ذکر طرقه هذا حديث صحيح معجم كبير للطبرانی ص ۳۱، ج۹، كتاب المجروحين ص ۱۹۷، ج۱، ترغيب ۴۷۳، ج۱۔ السنن الكبرى للنسائی ص ۱۶۹، ج۱، رواه البيهقی فی دلائل النبو ص ۱۶۶، ج۶، كنز العمال ص ۷۹، ج۲۔(۳) بخاری ص ۵۲۶، ج۱

www.owaislam.com

غیر نبی کے ساتھ ہے مگر حقیقۃً و معنیً بالواسطہ یہ بھی توسل بالنبی ﷺ ہی ہے۔

دوسرا مضمون حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ توسل زندہ بزرگوں سے بھی درست ہے۔

ضروری تنبیہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک سے بعض حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ توسل زندہ بزرگوں کے ساتھ خاص ہے اور جو حضرات دنیا سے تشریف لے گئے ان سے توسل اختیار کرنا جائز نہیں حالانکہ ان کا یہ سمجھنا بالکل غلط ہے البتہ بہت سے بہت یہ کہا جا سکتا ہے وفات پا جانے والے مقبولین حضرات کے ساتھ توسل اختیار کرنے کا کیا حکم؟ بخاری شریف کی یہ حدیث اس سے ساکت (خاموش) ہے۔

دوسری روایت کے تحت ابھی گذرا ہے کہ جس میں حضرت نبی اکرم ﷺ سے بعد وفات ہی توسل اختیار کرنے کی تلقین ہے اور اس پر حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی سے نکیر منقول نہیں اس لئے اس کے جواز میں اجماع کی شان پیدا ہوگئی پس یہ روایت ناطق اور بخاری شریف والی حدیث ساکت ہے اور ناطق کو ساکت پر ترجیح ہونا بالکل ظاہر ہے۔

بخاری شریف کی حدیث بالا سے استدلال کرتے ہوئے جو حضرات توسل کو زندہ کے ساتھ جائز اور وفات پانے والے بزرگ سے شرک قرار دیتے ہیں ان سے عرض ہے کہ اگر تمہارے بالمقابل کوئی شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث شریف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مزید تخصیص کا قائل ہو جائے اور دعویٰ کرے کہ صرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل جائز ہے ان کے علاوہ کسی زندہ بزرگ سے بھی جائز نہیں تیسرا شخص کھڑا ہو کر اور تخصیص پیدا کر دے کہ صرف مدینۂ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وکرامۃ میں تو توسل اختیار کرنا جائز ہے دیگر مقامات پر ہرگز جائز نہیں بلکہ کفر ہے۔

پانچواں شخص ایک اور قید بڑھا دے کہ صرف حضرت عمر رضی اللہ کو توسل اختیار کرنا جائز تھا کسی اور کو ہرگز جائز نہیں اور یہ سب لوگ حدیث بخاری سے استدلال کریں تو جو

www.owaislam.com

جواب ان سب تخصیصات (بلا دلیل) کا دیا جائے وہی جواب ہماری طرف سے عدمِ تخصیص بالاحیاء کا بھی سمجھ لیں۔

اشکال اور جواب

اشکال: کسی شخص کو یہ عامیانہ اشکال ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کو کیوں اختیار فرمایا تھا؟

جواب: جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ بعد وفات حضور نبی کریم ﷺ سے توسل کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ناجائز سمجھ کر ایسا ہرگز نہیں کیا بلکہ اس کی چند توجیہات ہیں۔

(الف) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کے ساتھ ان سے دعاء کرانا بھی مقصود ہو یعنی جس طرح نبی ﷺ کے دنیا میں تشریف فرما ہونے کے عہدِ مبارک میں توسل کے ساتھ دعاء کراتے تھے وہی صورت اب اختیار کرتے ہیں۔

(ب) اس پر تنبیہ مقصود ہو کہ غیر انبیاء علیہم السلام یعنی صلحاء و اولیاء سے بھی توسل درست ہے۔

(ج) اپنے عمل سے بتانا چاہتے ہوں کہ توسل بالنبی کی دو صورتیں ہیں ایک توسل بذاتہ ﷺ دوسری توسل بقرابتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(د) حدیث شریف میں ہے کہ جب دور سے صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے تو فرشتے قبرِ اطہر میں پہونچاتے ہیں اور فرشتوں کے پہونچانے میں نہ اداء امانت میں کوتاہی ہوتی ہے نہ غفلت ونسیان کا خطرہ ہے مگر اس کے باوجود انسانی وسائط کا اہتمام کیا جاتا ہے کیونکہ فطرت انسانی ہے کہ مُبَصَّر وموجود شخص پر دل کو اطمینان بعض حالات میں زیادہ ہوتا ہے ممکن ہے اس امر طبعی کی رعایت میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توسل اختیار فرمایا ہو۔ وغیرہ۔

www.ownislam.com

بعثت سے قبل وسیلہ

ولما جاء هم كتاب من عند الله مصدق لما معهم و كانو ا من قبل يستفتحون على الذين كفروا (سورۃ البقرۃ پ ۱)

اس آیت شریفہ کی تفسیر میں مشہور مفسر علامہ سید آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت بنو قریظہ و بنو نضیر (قبائل یہود) کے متعلق نازل ہوئی ہیکہ وہ لوگ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک سے قبل اوس وخزرج (قبائل مشرکین) کے مقابلہ میں جنگ کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے اور وہ یہودی توسل کا یہ طریقہ اختیار کرتے تھے کہ توریت کھول کر جہاں جہاں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی پیشین گوئیاں تھیں وہاں وہاں اپنے ہاتھوں کو رکھ کر دعاء کرتے تھے۔ اللهم انا نسئلك بحق نبيك الذى وعدتنا ان تبعثه فى آخر الزمان ان تنصرنا اليوم علىٰ عدونا فينصرون ۱ه (۱)

چنانچہ یہودیوں کی یہ دعاء آپ ﷺ کے ساتھ توسل کی برکت سے قبول ہوتی اور وہ فاتح وکامیاب ہوتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا توسل

حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (صورۃً) خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے سر مبارک عرش کی طرف اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ یا اللہ! میں درخواست کرتا ہوں کہ بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو (عتاب کی پستی سے) اٹھا لیجئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون؟ عرض کیا اے بابرکت نام والے جب آپ نے مجھ کو پیدا فرمایا تھا تو میں نے آپ کے عرش کی جانب سر اٹھا کر دیکھا تھا تو اس میں لکھا تھا۔ لااله الا الله محمد رسول الله ۔ میں نے جان لیا تھا کہ آپ کے نزدیک ان سے زیادہ قدر ومنزلت والی شخصیت کوئی دوسری نہیں ہے آپ نے اپنے نام

(۱) تفسیر روح المعانی ص ۲۸۹، ج ۱۔ الدر المنثور ص ۸۸، ج ۱۔

www.owaislam.com

کے ساتھ جس کا نام لکھا ہے اللہ پاک نے فرمایا کہ وہ تمہاری اولاد میں آخری نبی ہیں اور ان کی امت تمہاری نسل میں آخری امت ہوگی۔

اگر وہ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا (۱) ان روایات سے معلوم ہوا کہ ولادت باسعادت سے قبل بھی آپ ﷺ کی ذات مقدسہ سے توسل اختیار کرنا جائز و مستحسن تھا۔

توسل بالفعل

ابوالجوزاء اوس ابن عبداللہ سے روایت ہے تو مدینہ میں سخت قسم کا قحط ہوا کہ کچھ حضرات نے ام المؤمنین حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کو دیکھ کر (سیدھ میں) اس کے مقابل ایک سوراخ کردو کہ آسمان اور قبر شریف کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو بہت زور کی بارش ہوئی۔ (۲)

اس فعل یعنی سوراخ کو کھولنے کا مطلب بزبانِ حال توسل ہی تھا کہ یہ آپ کے نبی کی قبر ہے اس کے ساتھ جسدِ نبوی کے متصل ہونے کی وجہ سے ہم اس کو متبرک سمجھتے ہیں اور اس کا متبرک سمجھنا موجبِ رحمت ہے پس اس کی برکت سے آپ ہم پر رحم فرما دیجئے۔

توسل بالثوب

اس سے آگے بڑھ کر حضرت نبی اکرم ﷺ کے کپڑوں تک سے توسل اختیار کرنے کی عادت شریفہ رہی ہے۔

چنانچہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے متعلق ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا جس کے ریشم کے گریبان تھے اور دونوں کناروں پر ریشم کا فیتہ لگا ہوا تھا انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ اس کو زیب تن فرمایا کرتے تھے، اور ہم اس کے ذریعہ سے

---

(۱) رواہ جماعة منهم الحاكم وصحيح اسناده عن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لما اقترف آدم الخطيئة اهـ وفاء الوفاء ۴۱۹، ج ۲ (۲) سنن الدارمی فی مقدمته ص ۳۴، ج ۱

www.ownislam.com

مریضوں کے لئے (پانی میں ڈال کر پھر نچوڑ کر پانی پلا کر) شفاء حاصل کرتے ہیں۔(۱)

بالوں سے توسل

عثمان ابن عبداللہ ابن موھب فرماتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے پانی کا ایک پیالہ دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اس زمانہ کا دستور تھا کہ جب کسی کی آنکھ دکھتی یا اور کوئی تکلیف ہوتی تو وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک برتن بھیجتا وہ حضور ﷺ کے بالِ مبارک نکالتیں جن کو انہوں نے چاندی کی ڈبیہ میں رکھ رکھا تھا اور ان بالوں کو برتن میں چھوڑ کر ہلا دیتی تھیں پھر وہ شخص پانی پی لیتا۔

عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے ڈبیہ میں جھانک کر دیکھا تو مجھے چند سرخ بال نظر آئے (۲)

غیر مقلدین

آج کل غیر مقلدین سرے سے ہی وسیلہ ہی کا انکار کرتے ہیں ان کے یہاں اس مسئلہ میں تنگی ہی تنگی ہے مگر تعجب یہ ہے کہ ان صاحبان عجیب الشان کے مسلّم پیشوا اور امام قاضی شوکانی رحمہ اللہ کے نزدیک وسعت ہی وسعت نظر آتی ہے ماقبل میں جو حدیث بخاری کے متعلق حضرت عباس رضی اللہ سے وسیلہ کی تفصیل گذری اس حدیث پر امام شوکانی رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے باب الاستسقاء بذوی الصلاح اور حدیث کی شرح میں یہاں تک فرمادیا۔ ویستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع باهل الخير والصلاح واهل بيت النبوة۔

ترجمہ:۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قصہ سے اھل خیر وصلاح اور خاندان نبوت کے حضرات توسل اختیار کرنے کا استحباب ثابت ہوا۔(۳)

---

(۱) رواہ مسلم کمافی المشکوٰۃ ص ۳۷۴ (کتاب اللباس)

(۲) رواہ البخاری (مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۱)

(۳) نیل الاوطار ص ۲۳۳، ج ۳، فتح الباری ص ۳۹۹، ج ۲، عمدۃ القاری ص ۴۳۷، ج ۳

www.owaislam.com

نواب صاحب کا شرک

غیر مقلدین کے قریبی مسلّم پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے توحد ہی کردی وہ تو وسیلہ ہی نہیں مُردوں سے مدد مانگ رہے ہیں۔ نواب صاحب فرماتے ہیں۔

اشعار

زمرۂ رائی درافتاد بارباب سنن — شیخ سنت مددے قاضیٔ شوکاں مددے
پشتہا خم شدہ از بارگرانِ تقلید — سنتِ خیر بشر حضرت قرآن مددے
گفت نواب غزل درصفت سنت تو — خواجۂ دین صلۂ قبلۂ پاکاں مددے (۱)

حق پوشی

غیر مقلدین کی حق پوشی لائق دید ہے ایک طرف تو وسیلہ ثابتہ کے اختیار کر لینے پر کفر وشکر کے نوٹس جاری کر کے، صرف عوام نہیں متبع سنت علماء کرام تک کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔

دوسری طرف اموات (مُردوں) سے کھلی مدد مانگ کر شرک کرنے والوں کے حق میں نہ صرف منہ سیئے بیٹھے ہیں بلکہ ان کو اپنا امام بنا کر اندھی تقلید میں بڑھے چلے جاتے ہیں۔ گڑھائیں اور گلگوں سے پرہیز۔

مُردوں سے مدد مانگنے پر شرک کا حکم ہے یا نہیں؟ اگر اس میں ان کو کسی عالم پر اعتماد نہ تھا تو کم از کم اپنے ہی پیشوا مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب ''اھل حدیث کا مذہب'' ملاحظہ کر لیتے۔

اس کتاب کے ص ۱۹ر پر ندائے اموات کے شرک ہونے کی صراحت ہے۔

کسی نے سچ کہا!

غیر کی آنکھوں کا تنکہ تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

(۱) فتح الطیب من ذکر المنزل والحبیب ص ۶۳ (مصنفہ نواب بھوپالی مطبوعہ اکبر آباد ۱۲۹۹ھ

www.ownislam.com

عناد و تعصب

غیر مقلدین نے حق کو تو چھپایا ہی مگر ان کا ظلم اور ناانصافی بھی قابل دید ہے۔

ایک طرف تو مسجد نبوی میں روضۂ مطہرہ کے قریب اہل حق علماء کے محض باادب بیٹھ جانے اور آنکھ بند کر لینے پر استمداد، کفر، شرک سب کچھ نظر آ گیا مگر دوسری طرف اپنے فرقہ کے مسلّم پیشوا نواب بھوپالی صاحب کو مُردوں سے صاف صاف مدد طلب کرتے اور اہل قبور کو دُہائی دیتے ہوئے دیکھ کر نہ کانوں پر جوں چلتی ہے اور نہ ہی ان زندہ دلوں کو یہ استمداد نظر آتی ہے اور نہ نواب اور ان کے مقلدین کا کھلا شرک دکھلائی دیتا ہے۔

قارئین کرام! اس سے بڑھ کر کیا تعصب و عناد کی مثال دنیا میں کوئی اور پیش کی جا سکتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ روضۂ مقدسہ کے قریب آنکھ بند کر کے بیٹھ جانیکو آج تک کسی محقق نے کفر و شرک قرار نہیں دیا لیکن مُردوں سے مدد طلب کرنا ان کو دُہائی دینا یہ تو شرک ہے۔

پس مولانا ابوالحسن علی ندوی اور دیگر علماء اعلام کے عمل کی تو یہ تاویل کر سکتے تھے کہ معلوم نہیں آنکھ بند کر کے کیا پڑھتے ہوں گے؟ کچھ ضروری تو نہیں کہ استمداد ہی کرتے ہوں۔

لیکن نواب صاحب کے اشعارِ مذکورہ پر تو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ حوالہ (۱) جو تمہید میں گذرا ہے سو فی صد چسپاں ہوتا ہے لہٰذا حق و انصاف کا تقاضہ تو یہی ہے کہ نواب صاحب اور ان کے مقلدین کو تو بہت پہلے ہی ٹھکانہ لگا دینا چاہئے تھا۔ لیکن

جلوے بھی مناظر بھی الفت بھی مگر کیا ☆ آنکھوں پہ حجابات زبانوں پہ ہیں تالے

اگر عقل میں سلامتی ہوتی تو علماء دیوبند سے پہلے نواب صاحب کی طرف دست کرم بڑھاتے نواب صاحب اور انکے مقلدین کے حقوق بھی تو آخر بذمۂ غیر مقلدیت واجب ہیں۔

---

(۱) قال الشیخ (ابن تیمیہ) من اتخذ وسائط بین العبد وبین ربہ کفر اجماعا (بحوالہ الدیوبندیۃ ص ۱۳٤)

www.ownislam.com

مولانا عبدالحی لکھنویؒ

نواب صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالی کی تضاد بیانی اور ان کے عقیدۂ شرکیہ کو نقل فرما کر حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنوی رحمہ اللہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

''نواب صدیق حسن خاں کی یہ بات بڑی عجیب وغریب ہے کہ یہ شخص ندائے اموات اور اہل قبور سے استمداد کو مواضع بعیدہ سے شرک قرار دیتا ہے یا رسول اللہ اور یا شیخ عبدالقادر شیئاً للّٰہ کو اپنی تحریرات میں کفر گردانتا ہے۔

پس ایسے شخص کا کیا حال ہے (برا حال ہے) کہ جو غوث صمدانی اور رسول ربانی سے تو استمداد کو حرام اور شرک قرار دے مگر خود ندائے میت کرتے ہوئے شوکانی سے استمداد کرتا رہے..... اور اس (نواب صدیق حسن) کے والد ماجد مولانا سید اولاد حسن خاں قنوجی نے استمداد بالاموات کے بدعت ہونے کی صراحت کی ہے'' (۱)

ایسے ہی موقع کے واسطے کسی نے کہا ہے ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

نواب صاحب اور ان کے ساتھ بیٹھنے والوں کی کشتی شرک وبدعت کے سمندر میں ڈوب گئی کوئی ہے؟ جو تنکہ کا سہارا دے کر ابھار ادے سکے۔

انصاف کا خون

ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا حق وانصاف کا خون کرنے میں کسی قدر اپچ پیچ

---

(۱) هذا عجيب منه (صديق حسن خاں قنوجی) فانه ممن يجعل نداء الاموات والاستمداد بهم من المواضع البعيدة شركاً ويجعل قولهم يا رسول الله ويا شيخ عبد القادر شيئاً لله ونحو ذلك كفرا۔ فمن الذى حرّم الاستمداد بالغوث الصمدانى والى الرسول الربانى واحل الاستمداد بالشوكانى۔

وقد صرح والده الماجد مولانا السيد اولاد حسن القنوجى ان الاستمداد بالاموات بدعة اھ۔ إبراز الغي الواقع في شفاء العي ص ٦ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ

www.ownislam.com

سے کام لیا گیا ایک طرف تو توسل ثابت پر اس قدر ہنگامہ آرائیاں کہ ہندو پاک ہی میں نہیں سعودی عرب اور دیگر اسلامی ملکوں میں بھی غلط بیانی کر کے فضاء کو زہر آلود کرتے ہیں، تردید کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہوئے ہوا میں لاٹھیاں چلاتے ہیں۔

دوسری طرف مسلّم پیشوا شرکیہ عقیدہ اختیار کرتے ہیں۔ ہم عصر بڑے بڑے علماء (مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ) ان کو تنبیہ کرتے ہیں اس کے باوجود وہ اپنے عقیدۂ شرک پر جمے رہتے ہیں۔ اوپر سے نیچے تک کسی کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔

مگر غیر مقلدین صاحبوں کی ہر ہر ادا مثل اپنے پیشواؤں کے عجیب وغریب ہے کہ شرکیہ عقیدہ اختیار کرنے والوں ہی کو اپنے دین وایمان کی کشتی کا ناخدا بتاتے ہیں۔

کسی نے سچ کہا ہے۔

جس نے دیکھے نہ ہوں پھیرے طوفان کے
لے کے ڈوبے گا وہ ناؤ ساحل کے پاس

اذا کان الغراب دلیل قوم ☆ سیھدیھم طریق الھالکینا

ابراز الغیّ الواقع فی شفاء العی

نواب صدیق حسن خاں نے دیگر مسائل میں بھی کہاں کہاں ٹھوکریں کھائی ہیں کن کن امور میں شیعوں کی تقلید کی ہے کس کس طرح زیغ وضلال کو اختیار کیا ہے، حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنویؒ نے اپنی اس کتاب (ابراز الغی) میں مدلّل اور عمدہ انداز پر تحریر فرمایا ہے اھل علم حضرات کو یہ کتاب ضرور ملاحظہ کرنی چاہئے۔

---

(۱) ھذا عجیب منه (صدیق حسن خاں قنوجی) فانه ممن یجعل نداء الاموات والاستمداد بھم من المواضع البعیدة شرکاً ویجعل قولھم یا رسول الله ویا شیخ عبد القادر شیئاً لله ونحو ذلك کفرا۔ فمن الذی حرّم الاستمداد با لغوث الصمدانی والی الرسول الربانی واحل الاستمداد بالشوکانی۔

وقد صرح والده الماجد مولانا السید اولاد حسن القنوجی ان الاستمداد بالاموات بدعة اھ۔ ابراز الغی الواقع فی شفاء العی ص ۶ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ

www.ownislam.com

اگر غیر مقلدین بھائی بھی بنظر انصاف اس کتاب کو دیکھ کر سمجھ لیں تو اپنی ہٹ دھرمی پر نظر ثانی کا احساس انشاء اللہ بیدار ہو جائے گا۔

افراط وتفریط

یہ امر بہر حال قابل لحاظ ہے کہ توسل قربۃ مقصودہ نہیں اور درود شریف قربت مقصودہ ہے ہاں البتہ دونوں میں یہ امر قدر مشترک ہے کہ دونوں دعاء کے اقرب الی الاجابہ ہونے کے سبب ہیں جب کہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھا جائے مگر آج کل دیگر معاملات کی طرح توسل کے مسئلہ میں بھی افراط وتفریط کا ظہور ہے ایک طبقہ کا حال یہ ہے کہ جو وسیلہ ثابت بالکتاب والسنۃ ہے اور متبع سنت اکابر واعاظم کا معمول چلا آتا ہے اس کا بھی سرے ہی سے انکار کرتا ہے۔

اس کے بالمقابل دوسرا طبقہ ہے کہ جس نے وسیلہ کا مطلب یہ سمجھ رکھا ہے کہ دعاء میں اللہ تعالیٰ کا نام تبرکاً لے لیا جائے تو کافی ہے باقی اپنی مرادیں انبیاء، اولیاء اور شہداء، ائمہ سے ہی مانگی جائیں حالانکہ یہ کھلا شرک ہے۔

اس طبقہ کے لوگ سمجھتے ہیں یا ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ ہم لوگوں کی تو رسائی اللہ تعالیٰ تک نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ نے کل تصرفات نبیوں، ولیوں اور شہداء حضرات کو سپرد کر دیئے ہیں وہ اپنی قبور میں سے ہی ہر شخص کی حاجت برآری کرتے ہیں جس طرح بادشاہ سب کام انجام نہیں دیتا بلکہ اپنے ماتحت کارندوں کو سپرد کر دیا ہے حالانکہ دنیاوی بادشاہوں پر احکم الحاکمین ذوالجلال رب العالمین کو قیاس کرنا یہی سراسر غلط ہے۔

غلط قیاس کی بنیاد

اصل یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کو تو یہ صورت اس لئے اختیار کرنا پڑتی ہے کہ وہ اس سے عاجز ہیں کہ ہر شخص کی فریاد کو خود سن سکیں اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ تمام انسان، جنات، حیوانات میں سے ایک ایک کی آواز، پکار، دعاء کو اس طرح سنتا ہے جیسا کہ تمام مخلوق گویا کہ خاموش ہے اور صرف ایک بولتا ہے۔ اور اللہ پاک کامل توجہ سے سنتا ہے بلکہ

www.ownislam.com

اللہ تعالیٰ شانہ کی قدرت تو اس قدر ہے کہ اندھیری رات میں کالے پہاڑ پر چلنے والی بھوری چیونٹی کے چلنے کی آواز بھی سنتا ہے، نیز دنیا کے بادشاہوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ ہر شخص ان کے پاس تک نہیں پہونچ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ ہر شخص کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے یہ مضمون ثابت ہے۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔

قل من بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ (سورۃ المؤمنون پ ۱۸)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مشرکین سے معلوم کیجئے کہ وہ کون ذات ہے؟ کہ جس کے قبضہ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ کون ہے کہ جو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا تو وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ اس طرح کا اختیار تو صرف اللہ ہی کو ہے۔

حدیث شریف

خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ کا اس سلسلہ میں کیا عقیدہ تھا وہ بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر تھا آپؐ نے مجھ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے لڑکے! اللہ کے حقوق کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا اور جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگ اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کر اور یقین کر لے کہ ساری دنیا اگر تجھے کوئی نفع پہونچانے کے لئے اجتماعی کوشش کرے تو کچھ نفع نہیں پہونچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے اور ساری دنیا تجھ کو نقصان پہونچانے پر جمع ہو جائے تو نہیں پہونچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے لکھ دیا ہے مشکوۃ شریف ص ۴۵۳

شیخ المشائخ حضرت جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ان الخلق عجز عدم لاھلك ولا فقر ولا ضر بایدیھم ولا نفع ولا ملك

www.ownislam.com

عندهم الّا الله عزوجل لا قادر غیره ولا معطی ولا مانع ولاضار ولا نافع غیره ولا محیی ولا ممیت غیره (الفتح الربّانی للشیخ جیلانی)(مجلس نمبر ٦١)

(**ترجمہ**) بلاشبہ تمام مخلوق عاجز وکالعدم ہے نہ ہلاکت اس کے قبضہ میں ہے نہ ملک نہ مالداری نہ فقر۔ نہ نقصان اس کے ہاتھ میں ہے نہ نفع سوائے اللہ تعالیٰ کے، نہ کوئی حاکم ہے نہ قادر، نہ اس کے سوا کوئی دینے والا ہے نہ روکنے والا نہ کوئی نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع نہ اس کے سواء کوئی زندگی بخش سکتا ہے نہ ہی موت دینے والا ہے۔

التنبیہ

غیر اللہ سے مدد طلب کرنے میں یہ تقریر ان امور میں ہے کہ جو مخلوقات کی قدرت واختیار سے خارج ہیں مثلاً اولاد کی دعاء، طلب بارش کی درخواست، طلب ہدایت وغیرہ۔

باقی رہے وہ امورِ عادیہ کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے تعاون اور ہاتھ بٹانے کے اختیارات مخلوق کو سپرد کردیئے ہیں ایسے امور میں ایک دوسرے سے تعاون طلب کرنا درست ہے مثلاً کوئی کہے کہ نل سے پانی نکال کر پلادو۔ بازار سے فلاں چیز لے آؤ، یہ چیز یہاں سے اٹھا کر وہاں رکھ دو وغیرہ۔

حاصل یہ کہ ایسے امور عادیہ مذکورہ نصوص اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح میں مراد نہیں ہیں۔ پس ایسا وسیلہ اختیار کرنا کہ جس میں اللہ تعالیٰ کا نام تو محض تبرکاً لیا جائے اور دعاء حقیقۃً بزرگوں سے کی جائے اور عقیدہ یہ رکھا جائے کہ تمام تصرفات کے مالک ومختار متوسل بہ (نبی، ولی، امام شہید وغیرہ) ہیں، یہ شرک ہے ایسا وسیلہ ہرگز نہ اختیار کیا جائے کہ جو شرک یا مفضی الی الشرک ہے۔

ہاں دعاء میں اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی عجز وبے بسی خضوع وتذلل کا مظاہرہ ہو اور کسی بزرگ کا وسیلہ اختیار کرلیا جائے تو یہ اقرب الی التواضع اور ارجیٰ للقبول ہے جیسا کہ تفصیل سے لکھا گیا اللہ پاک امت کو راہ اعتدال پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والحمد لله اولا وآخرا ظاهرا وباطنا والصلوٰة والسلام على رسوله محمد بن عبد الله المصطفیٰ وآله المجتبیٰ واصحابه واتباعه ومن سلك مسلكهم فی الهدیٰ

فقط احقر محمود حسن غفرلہ بلند شہری دارالعلوم دیوبند ۱۰ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ یوم الخمیس